روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ منگل ۹ - رمضان المبارک ۱۴۱۱ ھ، ۲۶ - امان ۱۳۷۰ ہش، ۲۶ - مارچ ۱۹۹۱ء نمبر ۔ ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۱ر جنوری اور ۱۵ر فروری کے خطبات میں تصحیح

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مکرم نصیر احمد قمر اپنے مکتوب محررہ ۱۴/۳/۹۱ میں تحریر کرتے ہیں:

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۱ر جنوری اور ۱۵ر فروری ۱۹۹۱ء کے خطباتِ جمعہ میں دو اُمور کے بارہ میں ضروری تصحیح ارسال فرمائی ہے۔ احباب کرام یہ تصحیح متعلقہ مقامات پر نوٹ فرمالیں۔

۱۔ ۱۱۔ جنوری کے خطبہ میں سعودیوں کے مکہ اور مدینہ میں داخل ہو کر وہاں قتلِ عام کرنے اور مقاماتِ مقدسہ کو منہدم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے اس واقعہ کے ۱۹۰۳ء میں رُونما ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ واقعہ ۱۹۰۳ء کا نہیں بلکہ ۱۸۰۳ء کا ہے۔

اسی طرح ۱۸۱۳ء میں شریفانِ مکہ کے اس علاقے کو سعودیوں سے خالی کروانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ علاقہ شریفانِ مکہ نے نہیں بلکہ محمد علی باشا آف مصر نے سعودیوں سے خالی کروایا تھا۔ احباب ان ہر دو مقامات پر یہ تصحیح نوٹ فرمالیں کہ آلِ سعود کے ہاتھوں مکہ اور مدینہ کی بے حرمتی ۱۸۰۳ء میں ہوئی اور پھر اس علاقہ کو سعودیوں سے خالی کروانے کا کام محمد علی باشا آف مصر نے ۱۸۱۳ء میں سرانجام دیا۔

(۲) - ۱۵ر فروری کے خطبہ جمعہ میں حضور انور نے PROTOCOLS OF THE ELDERS OF ZION کے ضمن میں ہینری فورڈ کا ذکر فرمایا تھا اور بتایا تھا کہ "یہ امریکہ کے پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں اور فورڈ کمپنی کے بانی مبانی ہیں" اس سلسلہ میں احباب یہ درستی نوٹ فرمالیں کہ ہینری فورڈ امریکہ کے پریذیڈنٹ نہیں رہے البتہ فورڈ کمپنی کے بانی مبانی تھے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پالیتے ہیں، اسی طرح پر ایک مُضطربُ الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلّل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور رَبّی رَبّی کہہ کر اس کو پکارتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے، تو وہ رویائے صالحہ یا الہامِ صالحہ کے ذریعے سے ایک بشارت اور تسلّی پالیتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دُعا انتہا کو پہنچے، تو وہ قبول ہوجاتی ہے۔ دُعا، صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے، جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صُلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس اَمر پر گواہ ہیں۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰-۱۰۱)

"سنو! وہ دعا جس کے لئے (مجھے پکارو میں جواب دُوں گا) (المومن: ۶۱) فرمایا ہے۔ اس کے لئے یہی سچی رُوح مطلوب ہے۔ اگر اس تضرّع اور خشوع میں حقیقت کی رُوح نہیں، تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے۔ پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے، شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاشِ اسباب بجائے خود ایک دعا ہے۔ اور دعا بجائے خود عظیم الشّان اسباب کا چشمہ ہے۔ انسان کی ظاہری بناوٹ، اس کے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی راہنما ہے۔ جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے۔ پھر کس قدر حیرت اور تعجّب کی بات ہے کہ وہ (نیکی اور تقویٰ میں تعاون کرو) (المائدہ: ۳) کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۰۷)

مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب شمس

مکرم منیر الدین صاحب شمس ایڈیشنل وکیل الاشاعت (لندن) لکھتے ہیں۔

ہمارے بڑے بھائی جان مکرم و محترم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب شمس امریکہ میں مورخہ ۳۰ اور ۳۱۔ جنوری ۱۹۹۱ء کی درمیانی رات کو جب کہ گھر سے باہر کام کی غرض سے گئے ہوئے تھے، ہارٹ اٹیک ہونے کے باعث وفات پاگئے۔ آپ کی عمر ۵۶ سال تھی۔ اس سے قبل آپ کے دل کی سرجری ۱۹۸۲ء میں ہوئی تھی۔ اُس وقت بھی ہارٹ اٹیک ہونے کی وجہ سے حالت بیحد تشویشناک ہوچکی تھی۔ اور دو تین مرتبہ آپ کو بجلی کے کرنٹ لگا

باقی صفحہ ۷ پر

حقیقی عزّت کا سرچشمہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"اگر تم نے خدا کی نگاہ میں عزت حاصل کرنی ہے اور حقیقی طور پر معزّز بننا ہے تو محض الکلم الطیّب (نیک باتیں) کافی نہیں۔ کیونکہ یہ تو صحیح ہے۔ کہ الکلم الطیّب کا صعود اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ بغیر سہارے کے الکلم الطیّب خدا تک نہیں پہنچتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قانون بنایا ہے کہ وہی الکلم الطیّب جن کو اعمال صالحہ کا سہارا ہے خدا تعالیٰ تک پہنچتے ہیں (......) تو نیک اعتقاد میٹھے اور معطّر بول جو اعمالِ صالحہ کے سہارے بلند ہوتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتے ہیں جو عزت کا سرچشمہ ہے۔ زبان بھی خدا کی پسندیدہ اور جوارح بھی خدا کے مطیع ہوں تو پھر خدا کی نگاہ میں انسان عزت پاتا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت بھی ایسے شخص کو بے عزت نہیں کر سکتی۔ جاہل دنیا نے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح ذلیل کرنے کی کوشش کی کیا وہ ذلیل ہو گئے؟ کیا وہ ذلیل ہُوا۔ جس کو خدا نے پیار سے گود میں بٹھایا اور اپنی رضا کی جنّت میں داخل کیا یا وہ ذلیل ہُوا جس کو دنیا میں تو جُوتے نہیں پڑے مگر اس کے ربّ نے اسے کہا...... تو بڑا معزز اور مکرم بنا پھرتا تھا۔ جا! ہماری جہنم میں داخل ہو اور اس جھوٹی عزت اور تکبّر کا جس کی وجہ سے میرے پیاروں کو تُو نے دُکھ پہنچایا تھا۔ آج نتیجہ دیکھ لے اور اس کی سزا کو پا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے...... جو لوگ زبان بھی جہالت والی اور فسق و فجور والی رکھتے ہیں اور اعمال بھی ان کے اسی قسم کے ہیں......... وہ میرے غضب کی جہنّم میں، میرے قہر کے عذاب میں پڑنے والے (اور ان کا مکر ہی ہلاک ہوتا ہے) ہیں....
...... اور ہمارا معاملہ ان دو گروہوں کے ساتھ

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۶۔ امان ہش ۱۳۷۰ — ۲۶۔ مارچ ۱۹۹۱ء

خدام الاحمدیہ کا مطلب

ایک دفعہ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) سے پوچھا گیا کہ کیا خدام الاحمدیہ کا یہ مطلب ہے کہ یہ نوجوان احمدیت کی خدمت کرنے والے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ احمدیت کی خدمت تو کریں گے ہی۔ لیکن ان کے نام کا اصل مطلب یہ ہے کہ یہ ہیں تو احمدی نوجوان لیکن ساری دنیا کی خدمت پر لگا دیئے گئے ہیں۔ یعنی وہ خدام جو احمدیہ جماعت سے وابستہ ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک ساری دنیا کی خدمت کا بیڑہ نہ اٹھایا جائے اس وقت تک خدمت کا مزہ ہی نہیں آتا۔ احمدیت انسانیت کا ایک دائرہ ہے لیکن فی الحال ایک بہت بڑے دائرے میں ایک چھوٹا سا دائرہ ہے۔ اس دائرے کی خدمت کی بھی ضرورت ہے۔ اور اگر احمدی نوجوان اس کی خدمت نہ کریں گے تو کون کرے گا۔ لیکن صرف اسی دائرے کی خدمت کافی نہیں۔

چنانچہ احمدیت کی دوسری صدی میں حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اب ہم ساری دنیا کی خدمت کی طرف توجہ دیں گے اور یہ صدی خاص طور پر دنیا بھر کی خدمت کی صدی ہوگی۔ احمدیہ جماعت کے افراد کے ذمہ صرف اپنی جماعت کی خدمت نہیں۔ بلکہ انسانیت کے ہر حلقہ اور ہر دائرے کی خدمت اس کی ذمہ داری قرار دے دی گئی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آغاز ہی سے جماعت کو یہ مطمحِ نظر دیا ہے کہ خدمت ہو تو بلا تخصیص۔ نہ مذہب کا خیال ہو۔ نہ رنگ کا نہ نسل اور نہ کسی خاص خطے کا۔ بلکہ ہر شخص۔ چاہے اس کا مذہب کچھ ہی ہو۔ چاہے اس کا رنگ کچھ ہی ہو۔ چاہے وہ کسی ہی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی ہمدردی اور اس کی خدمت ہمارا فرض ہے۔

ان امور کے پیش نظر ہم میں سے ہر ایک کو دنیا کی — زندگی کے ہر شعبے میں — مدد پر ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔ جو کچھ بھی ہم کر سکتے ہیں۔ جتنا بھی ہم کر سکتے ہیں اور جس طرح بھی ہم سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ احمدیت سے وابستگی ہمیں صحیح معنوں میں دنیا بھر کا خادم بنا دے اور ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اے خدا تُو ایسا ہی کر۔

لگتا ہے تکبّر میں بڑا لُطف ہے لیکن
یہ بات کسی شخص کو آتی ہے بھلا راس؟
اکڑی ہوئی گردن کبھی قائم نہیں رہتی
اس بات کا ہوتا ہے مگر دیر سے احساس

ابوالاقبال

دِل کے سارے بوجھ سینے پر سجا لایا ہوں مَیں
اپنے اطمینان کی خاطر چلا آیا ہوں مَیں۔

تم ذرا سی نیم وا آنکھوں سے دیکھو تو سہی
کیسی کیسی بات کے تیروں سے زخمایا ہوں مَیں

اُن کی غفّاری سے پُورا لطف اٹھایا یا نہیں
معصیت کاری سے بچ کر کتنا پچھتایا ہوں مَیں

اُن کی دستک سے مرا دروازہ اب محروم ہے
جانے کس پردیس میں آج اُن کو چھوڑ آیا ہوں مَیں

میری کیفیّت بہاروں سے ہوئی ہے مختلف
پھُول تو کھِلنے پہ آئے اور کملایا ہوں مَیں

شکرِ للّٰہ ہو گئی دار و رسن سے دوستی
ایسے لگتا ہے ترے کوچے سے ہو آیا ہوں مَیں

تُو نے اپنی بزم سے مجھکو اُٹھایا بار بار
بار بار اِس بزم میں رو رو کے در آیا ہوں مَیں

تجھکو پانے کی تمنّا پر ہے دُنیا معترض
تُو حقیقت ہے سراپا، اور اک سایہ ہوں مَیں

اس پرِ پرواز سے محروم کی پرواز دیکھ
آسماں تک جا کے دل ہی دل میں شرمایا ہوں مَیں

اَمنِ عالم ہے نسیمؔ اپنی دُعاؤں کا ہدف
اِس کی خاطر ہدیۂ اشکِ رواں لایا ہوں مَیں

نسیم سیفی

بقیہ: ص۱ سے آگے

ثابت کر دے گا کہ جو لوگ میرے ان بندوں کے خلاف جنہیں میں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، تدبیریں کرتے اور زبان کو خنجر کی طرح چلاتے ہیں ان کا مکر ہی ہلاک ہونا اور ناکام ہوتا ہے۔ عزت میرے بندے ہی پاتے ہیں کیونکہ (جسے تُو چاہے عزت دیتا ہے اور جسے تُو چاہے ذلیل کرتا ہے) حقیقی عزت اسی کو ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ حقیقی عزت دینا چاہے اور جسے اللہ تعالیٰ عزت نہ دینا چاہے بلکہ ذلیل کرنا چاہے ساری دنیا مل کے بھی اسے نہ اس دنیا میں نہ اُس دنیا میں حقیقی عزت عطا کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عطا کرے کہ اس کی منشاء کے مطابق نیک باتیں اور عمل صالح بجالاتے ہوئے حقیقی عزت اس کی نگاہ میں ہم پائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹۔ فروری ۱۹۶۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

تلقین عمل

ایک ایکٹر بادشاہ بنتا ہے تو لوگ اس سے نہیں ڈرتے۔ لیکن ایک پندرہ بیس گھماؤں کا چوہدری آتا ہے تو لوگ اس کی عزت کرتے ہیں کیونکہ اس میں اصلیت ہے۔ ایک ایکٹر بڑا چور بنتا ہے تو لوگ اس سے نہیں ڈرتے۔ کیونکہ اس کا چور ہونا ایک تماشہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک شخص معمولی چوری کرنے والا ہوتا ہے جو دو آنے چرا لیتا ہے تو لوگ اسکے آنے پر ڈرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ دیکھو چور آگیا ہے۔ ہوشیار رہنا۔ لوگ تھیٹر میں جاتے ہیں اور وہاں ایک درزی دیکھتے ہیں۔ جس کے پاس بڑے بڑے لارڈز وغیرہ کپڑے سے کے جاتے ہیں۔ مگر دوسرے دن وہ اس کے پاس اپنا کپڑا نہیں لے جاتے۔ بلکہ اپنے معمولی درزی کے پاس جسکی سلائی چار آنے ہوتی ہے اپنا کپڑا سلانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ سچا درزی ہے۔ اور اوّل الذکر جھوٹا۔ اسی طرح ڈاکٹر کے بیٹے کے پاس لوگ نہیں جاتے حالانکہ بعض دفعہ وہ عرفاً ڈاکٹر کہلاتا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں ڈاکٹر نہیں۔ اسی طرح لوگ معمولی عطار کے پاس جاکر علاج کروا لیتے ہیں مگر ناٹک کے ڈاکٹر کے پاس نہیں جاتے پس جب تم دنیاوی کاموں میں اتنی احتیاط کرتے ہو تو کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا اپنے کاموں میں احتیاط نہیں کرتا؟ اگر تم ۱۰۰ فی صدی احتیاط کرتے ہو تو خدا تعالیٰ ۲۰۰ فی صدی کرتا ہے۔ اور جب تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھتے ہو۔ تو کیا خدا تعالیٰ (اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے) اتنا بے وقوف ہے کہ وہ تمہاری بغیر اخلاص کے نماز قبول کرے۔ تمہارے کھوٹے سے کھوٹے روپے کو صدقہ کے طور پر قبول کرے۔ اصل چیز اخلاص ہے۔ جب تک اخلاص پیدا نہ ہو جائے تب تک ترقی ممکن نہیں۔ بڑی دقت یہی ہے۔ کہ لوگ اخلاص سے بہت دور ہیں عورتیں بالعموم لفاظی کو قبول کر لیتی ہیں۔ عورتیں احمدی کہلاتی ہیں لیکن سب برائیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ حالانکہ عمل اور اخلاص کی ضرورت ہے۔ جسکے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ موجودہ حالت میں مردوں کے پاس اسکے سوا کیا چارہ ہے کہ یا تو احمدی عورتیں اخلاص پیدا کریں۔ یا پھر وہ ان کو چھوڑ دیں۔ اس وقت تک ایک بھی مثال ہمارے پاس ایسی نہیں کہ مرد نے احمدیت چھوڑی ہو اور عورت بچ گئی ہو۔ مردوں کیساتھ عورتیں بھی احمدیت چھوڑ جاتی ہیں۔ جسکے یہ معنے ہیں کہ عورت کا اپنا کوئی ایمان نہیں۔ اس کا ایمان اس کے خاوند کا ایمان تھا۔ دس بیس میں سے کوئی ایک عورت تو ایسی ہوتی جسکے متعلق ہم کہہ سکتے کہ اسکا اپنا ایمان تھا۔ ان کے ایمان اپنے ایمان نہیں۔ بلکہ خاوندوں اور باپوں اور بیٹوں کے ایمان تھے۔ دیگ ایک چاول سے پہچانی جاتی ہے۔ یہ ایک نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ شاید خدا تعالیٰ نے بھی اسی لئے یہ جماعت چھوڑنے کا واقعہ دکھایا کہ عورتوں کے ایمان کا پتہ لگ جائے۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) نے اپنے خطبہ صدارت تعلیم الاسلام کالج ۱۹۵۰ء کے جلسہ تقسیم اسناد میں دیگر امور کے علاوہ فرمایا۔

انسانی زندگی میں مختلف تغیرات آتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہی تغیرات انسانی زندگی کی دلچسپی کا موجب ہوتے ہیں۔ انسان کی زندگی سے ان تغیرات کو خارج کر دو تو اس کی ساری دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ ایک لمبے عرصے کی ہم آہنگی بھی بعض دفعہ انسانی فطرت کا جزو بن جاتی ہے۔ لیکن فطرت کا جزو بننے اور دلچسپی کا موجب ہونے میں بہت بڑا فرق ہے۔ فطرت کا جزو بننے کے صرف یہ معنے ہیں کہ اس شخص کو "ہم آہنگی" کوئی غیر چیز نہیں معلوم ہوتی۔ وہ اسے ناپسند نہیں کرتا۔ وہ اس کا عادی ہو گیا ہے۔ بعض دفعہ اس ہم آہنگی کو بدلنے سے وہ صدمہ بھی محسوس کرتا ہے۔ مگر اسی طرح جس طرح بازو کا جوڑ الگ ہو جائے۔ تو انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔ لیکن جب جوڑ اپنے مقام پر صحیح طور پر جڑا ہوا ہو تو کوئی خاص کیفیت محسوس نہیں کرتا۔ ایک انسان کی ساری عمر اگر اس طرح گزر جائے کہ اس کے بازو کا جوڑ صحیح طور پر جڑا رہے اور کبھی اس میں کوئی تکلیف نہ ہو تو شاید ایک دفعہ بھی اسے خیال نہ گزرے گا کہ اس کے بازو کا کوئی جوڑ بھی ہے۔ اور وہ اپنی جگہ پر صحیح طور پر جڑا ہوا ہے۔ اور اپنے مقررہ کام کو اچھی طرح ادا کر رہا ہے۔ کیونکہ ہم آہنگی سکون کو پیدا کرتی ہے لیکن فکر میں ہیجان پیدا نہیں کرتی پس زندگی درحقیقت تغیرات کا نام ہے۔ کوئی ترقی بغیر تغیر کے نہیں۔ منزل بہ منزل آگے کو بڑھنے یعنی مختلف تیک تغیرات کے سلسلے میں سے گزرنا ہی ترقی کی تعریف ہے خدا تعالیٰ ازلی ابدی صداقت ہے ذات کے لحاظ سے وہ غیر متبدل بھی کہلاتا ہے۔ لیکن صفات کے لحاظ سے وہ بھی غیر متناہی تغیرات اور تبدیلیوں کا حامل ہے اگر اس کی صفات کے ظہور میں تغیر اور تنوع نہ ہوتا تو وہ ایک منفی خدا ہوتا۔ جیسا کہ ہندوؤں اور بدھوں کا تصور ہے۔ وہ ایک مثبت خدا نہ ہوتا۔ جیسا کہ قرآن کریم کا نظریہ ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں ایک نئی اور اہم حالت میں ہوا ہے۔ پس بتاؤ تو سہی کہ تم خدا تعالیٰ کی کس نعمت کا انکار کرو گے۔ ان آیات میں نہایت وضاحت سے صفات الٰہیہ کے مثبت پہلو کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور انسانی ترقی کی ایک جامع مانع تعریف کر دی گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے ظہور کا زاویہ انسانوں کی طرف ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ظہور صفات سے ہم آہنگی قائم رکھنے کے لئے انسان کو زاویہ بدلنا پڑے گا۔ گھوڑے کو سدھانے والا ایک چکر میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور گھوڑے کی رسی پکڑ کر خود چاروں طرف گھومتا ہے۔ گھوڑے کو بھی اس کے سامنے گھومنا پڑتا ہے۔ مرکزی شے کے گھومنے کا دائرہ بہت چھوٹا بلکہ عین مرکز میں صفر کے برابر ہوتا ہے۔ مگر پہلوؤں پر کھڑے ہوئے گھوڑے کو رسی کے برابر لمبا فاصلہ طے کر کے چاروں طرف دوڑنا پڑتا ہے اور اس میں اس کے فن میں کمال پیدا کرنے کا راز مخفی ہے خدا تعالیٰ اپنا پہلو ہر وقت بدلتا ہے۔ انسان کو اس کے پہلو بدلنے کے ساتھ اپنا قدم بڑھانا پڑتا ہے۔ تا خدا تعالیٰ سے ہم آہنگی قائم رہے۔ یہ تغیر خدا تعالیٰ کے ساتھ انسانی تعلق میں تغیر پیدا نہ ہونے دینے کے لئے ضروری ہے۔ اور اس تغیر سے انسان انسانیت کے فن میں کمال پیدا کرتا ہے۔ جس طرح سدھانے والے کے گرد چکر میں دوڑ کر گھوڑا گھوڑے کی قابلیتوں میں کمال حاصل کرتا ہے۔ اور اسی کمال کے مختلف ٹکڑے ترقی کے نام سے موسوم ہوتے ہیں غرض آیت مذکورہ بالا میں یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں ہر وقت ایک نئی تبدیلی پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور اس تبدیلی کے ساتھ انسان کو بھی اپنے اندر صفات باری کے موجودہ دور کے مطابق تبدیلی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس سے بنی نوع انسان کا قدم ترقی کی طرف اُٹھتا ہے۔

حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) نے فرمایا۔

"پھر بڑی چیز یہ ہے کہ عورتوں پر کام کی ذمہ داری ڈال دی جائے۔ ذمہ داری کے کام پر جب کسی کو مقرر کیا جاتا ہے تو اس میں سوچنے اور غور کرنے کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے اور انسانی فطرت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے کہ وہ جتنا سوچے اتنے ہی اسے علوم کے مخفی خزانے ملتے جاتے ہیں اسی لئے قرآن کریم کا ایک ورق اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی دماغ میں رکھا گیا ہے اور اسی بنا پر اسے کتاب مکنون قرار دیا گیا ہے۔ ایک قرآن تو ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہر شخص کے پاس موجود ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی قرآن کریم کا ایک اور ورق چھپا کر انسان کے دماغ میں رکھ دیا ہے۔ جب انسان قرآن پڑھتا ہے اور اس کے احکام پر غور و فکر شروع کرتا ہے تو اس کی فطرت اس تدبر کے نتیجہ میں بیدار ہونا شروع ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی باتیں ہیں جن کو میں پہلے سے مانتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ سچائی کو لوگ قبول کر لیتے ہیں کیونکہ ان کا اپنا دل بھی مانتا ہے کہ یہ باتیں سچی ہیں مگر فطرت کو ابھارنے اور اس کے مخفی جوہروں کو ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان پر ذمہ داری ڈال دی جائے جس کے سپرد ذمہ داری کا کوئی کام کیا جاتا ہے وہ غور کرنے کا عادی ہو جاتا ہے اور جب وہ غور کرتا ہے کہ قرآن کریم کا وہ دوسرا ورق جو اس کے دماغ میں مخفی ہوتا ہے اپنے خزانے اگلنے لگ جاتا ہے۔ تب اس کے اندر قرآن فہمی کا مادہ ترقی کرتا ہے۔ اور اس کے ذاتی علم میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے جو مسلمانوں سے ہوئی کہ انہوں نے عورتوں پر ذمہ داری نہ ڈالی اور اس

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات — نون۔ سین

جنگ کے بعد امن؟

عالمی برادری تو اس بات پر زور دے رہی ہے کہ خلیج کے علاقہ میں امن کا برقرار رکھنا اور بہتر حالات کا استحکام خلیج ہی کی ریاستوں کی ذمہ داری ہے اور جس طرح بھی وہ مناسب سمجھیں اس ذمہ داری کو نبھائیں۔ لیکن امریکہ کو اس بات پر اصرار ہے کہ وہ خود پروگرام بنائے گا اور اس کے مطابق خلیج کی ریاستوں کو امن قائم رکھنا ہوگا۔ امریکہ کی انتظامیہ نے خلیج میں امن کے لئے تجاویز جنہیں دراصل امن کے فیصلے ہی کہنا چاہیئے پیش کر دی ہیں۔

حال ہی میں پاکستانی حکام کے ساتھ معمول کی گفت و شنید میں بش انتظامیہ نے بڑی سختی کے ساتھ خلیج کی جنگ کے بعد جنوبی ایشیا میں امن کے متعلق اپنے ارادوں کا اظہار کیا۔ اسلام آباد میں گفتگو کے درمیان ان ارادوں کی تفصیلات بھی سامنے آئیں۔ اور اسی طرح انہوں نے یہاں کا ایک پیغام امریکی کانگریس کو بھی پہنچایا۔ اور یہ بھی کہا کہ وہ کسی ایسے بل کی سختی کے ساتھ مخالفت کریں گے جس میں ہندوستان کے خلاف کوئی تعزیرات عائد کرنے کا سوال اٹھایا جائے۔

کشمیر کے سلسلے میں کانگریس کو یہ بتایا گیا ہے کہ امریکہ کی انتظامیہ ہندوستان کے ساتھ مل کر جنوبی ایشیا کے لئے حفاظتی اقدامات کا پروگرام بنا رہی ہے۔ اور سیکورٹی کونسل میں ان باتوں کو پیش کرنے کے لئے تیاری کی جا رہی ہے۔ ہر ایسا بل جو امریکہ کو ہندوستان کے لئے امداد مہیا کرنے پر شرائط عائد کرے گا۔ جن میں بعض علاقوں کی آزادی کو غصب کرنا اور خود مختاری کی تحریکات کو دبانا بھی شامل ہے منظور نہیں کیا جائے گا۔ امریکہ کی حکومت سمجھتی ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے تنازعہ پر کسی جنگ کا امکان نہیں ہے۔ اور یہ اندازہ انہوں نے اس بات سے لگایا ہے کہ گذشتہ دنوں امریکی حکام نے ان دونوں ملکوں کا دورہ کر کے جو رپورٹیں پیش کی ہیں ان میں اسی بات پر زور دیا گیا ہے۔

جنوبی ایشیا کے لئے واشنگٹن نے چار نکاتی پروگرام پیش کیا ہے۔ اور ان چار نکات کے حصول کے لئے اقتصادی اور حفاظتی امداد دینا لازمی قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک فوری طور پر خلیج کی جنگ کے بعد اپنے مقاصد کے حصول کا تعلق ہے کہا گیا ہے کہ حفاظتی اقدام کے لئے ہر ممکن کوشش جاری رکھے اور اس علاقے میں تنازعے کی وجوہات کو ختم کرنے کی کوششوں کو بھی مدھم نہ پڑنے دیا جائے۔ اس علاقے کی ریاستوں کو جنگی ہتھیار حاصل کرنے سے بھی روکنا چاہیئے اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ یہاں جمہوری اقدار کو اجاگر کیا جائے۔ امریکی انتظامیہ نے کہا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کے وزرائے خارجہ سے گفتگو اس بات پر منتج ہونے پر امکان ہے کہ دونوں جنگ سے دور رہیں۔ اور ہر شعبے میں تعلقات کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔ ہندوستان نے خلیج کی جنگ میں جو کردار ادا کیا ہے بش انتظامیہ نے اس کی تعریف کی ہے۔ امریکہ کے جہازوں کو بمبئی میں تیل کی فراہمی نے ہندوستان کے لئے امریکہ کے خیر سگالی جذبات میں اضافہ کر دیا ہے۔ پاکستان کی تعریف بھی کی گئی ہے کیونکہ اس جنگ کے لئے پاکستان نے بھی اپنی فوجیں مہیا کی تھیں۔ اگرچہ بش انتظامیہ کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ پاکستان کی حزب مخالف نے اور اسلامی جماعتوں نے اس جنگ میں امریکہ کے خلاف کردار ادا کیا ہے۔

امریکہ — صدّام کا دشمن

یہ بات واضح سے واضح تر ہوتی چلی جا رہی ہے کہ امریکہ کو خلیج کے کسی بھی مسئلے کی نسبت زیادہ دلچسپی اس بات میں ہے کہ وہ صدر صدام حسین کو ان کے عہدہ صدارت سے معزول کروا دے۔ اب عرب اتحادیوں سے مشورہ یا ان کی اجازت کے ساتھ امریکہ نے ایسے عراقیوں سے گفت و شنید شروع کر دی ہے جو عراق سے باہر رہتے ہیں اور صدر صدام کے مخالف ہیں۔ اس سلسلے میں سفارتی کوششوں کو بروئے کار لایا جا رہا ہے۔ عراق کا صدر اب کیا ہونا چاہیئے اور اس میں کس قسم کی حکومت قائم کی جائے اور یہ حکومت کن لوگوں کے سپرد ہو۔ ترکی بھی کردوں کے لئے عراق کے ایک علاقے کو اپنی حفاظت میں لینے کے لئے کوشاں ہے۔ یہ کہ امریکہ ان باتوں کے متعلق سوچ بھی رہا ہے اور عملی اقدام بھی اٹھا رہا ہے۔ دمشق شام میں یہ بات اس وقت واضح ہو گئی جب امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ جیمز بیکر نے وہاں کے صدر سے گفتگو کی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بظاہر کچھ کہا جا رہا ہو اور اندرون خانہ صورت حال بالکل مختلف ہو۔ کیونکہ جیمز بیکر کی گفتگو کے ایسے پہلو بھی سامنے آئے ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ظاہر طور پر یہی کہا جا رہا ہے کہ عراق کے تمام معاملے اندرونی اور داخلی ہیں اور اس میں کسی بیرونی طاقت کو دخل اندازی نہیں کرنی چاہیئے۔ جیمز بیکر کے دورے کے بعد نیوز ڈے (ایک اخبار) جو امریکہ میں چھپتا ہے کو ایک مغربی سفارتکار نے بتایا کہ اب امریکہ اس معاملے میں پوری طرح الجھ چکا ہے۔ بیرونی ممالک میں عراق کی مخالف پارٹیوں کی تعداد کم از کم ۲۲، ہے اور ان سب کے ساتھ سفارتی ذریعوں سے تعلقات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ بیروت میں ان کا ایک اجلاس بھی بلایا گیا جس میں زیادہ تر یہ بات زیر بحث آئی کہ صدام کو کس طرح اس کے عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے۔ جن لوگوں سے ساتھ امریکہ نے یہ گفت و شنید کی ہے ان کے نام فی الحال ظاہر نہیں کئے جا رہے۔ عراق کے اندرونی علاقوں میں جن باغیوں کے متعلق یہ خبریں دی جا رہی ہیں کہ انہوں نے بعض شہروں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے ان کی مختلف رنگوں میں مدد کی جا رہی ہے۔ صدر صدام کو بھی امریکہ کی طرف سے دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اور کہا جا رہا ہے کہ اگر صدر صدام کی فوجیں ان باغیوں کے خلاف ہیلی کاپٹر گن شپ استعمال کریں گی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ عراق اور امریکہ کے اتحادیوں کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ منسوخ ہو گیا ہے۔ شمالی عراق میں کرد قوم پرستوں نے بغاوت کی ہے۔ اور جنوب میں شیعہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ عراق میں ۳۵ لاکھ کرد بستے ہیں جنہوں نے کئی بار شکایت کی ہے کہ ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ ۱۹۸۷ء میں تو یہ بھی کہا گیا تھا کہ عراق نے ان کے خلاف زہریلی گیس استعمال کی تھی

دوبارہ قبضہ

حضرت امام جماعت احمدیہ نے خلیج کا تنازعہ شروع ہوتے ہی اپنے خطبات میں بار بار اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ کویت کا جھگڑا تو محض دکھاوا ہے دراصل امریکہ خلیج میں اپنے پاؤں جمانا چاہتا ہے۔ خلیج کی تیل کی دولت اور اس علاقے میں اسرائیل کی موجودگی اسے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ تیل بھی اپنی مرضی کے مطابق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اسرائیل کو بھی اس علاقے میں مکمل برتری دلانے کا خواہاں ہے۔ اب اگرچہ جنگ تو ختم ہو چکی ہے۔ لیکن یہ خطرہ کسی صورت بھی نہیں ٹلا کہ امریکہ اس علاقے میں اپنے آپ کو مضبوطی سے قائم کرنا چاہتا ہے۔ عراق کے بعض شہروں میں بدامنی اور فسادات کی خبریں تو آرہی ہیں۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ یہ عراق کا داخلی مسئلہ ہے۔ کیا کسی اور ملک میں اس طرح کی بدامنی اور ایسے فسادات نہیں ہو رہے لیکن اس بدامنی کو سامنے رکھتے ہوئے امریکہ نے اپنی فوجوں کو حکم دے دیا ہے کہ وہ ان علاقوں کو دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لیں۔ جو کچھ عرصے کے لئے ان کے قبضے میں آگئے تھے اور اس کے بعد انہوں نے اپنی فوجوں کو وہاں سے نکال لیا تھا۔ اب یہ فوجیں دوبارہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے عراق کی سرحدوں سے تیس میل اندر پہنچ چکی ہیں (بلکہ جب ہمارے قارئین یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے اس وقت تک یہ فوجیں اس سے بھی زیادہ اندر جا چکی ہوں گی۔ اور یہ بات امریکہ کے ایک اعلیٰ فوجی کمانڈر نے گذشتہ روز بتائی ہے۔ ۱۰۱ ویں ایئر بورن اور پہلی کیولری آگے بڑھ رہی ہے۔ تاکہ وہ فرات کے کنارے حاصل کئے جانے والے علاقوں کو دوبارہ اپنے قبضے میں لے لے۔ اس عمل کی وجہ یہ بتائی جا رہی ہے کہ وہاں پر امن و امان قائم رکھا جائے اور جنگ بندی کی جو شرائط ہیں ان پر پوری طرح عمل درآمد ہو۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے۔ کہ یہ صدر بش کی اس خواہش کی تکمیل میں ہے کہ صدر صدام حسین پر دباؤ کو بڑھایا جائے خاص طور پر ایسے حالات میں جب کہ وہ اپنے ملک میں بدامنی کو دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چونکہ تمام خبریں مغربی میڈیا ہی سے حاصل ہوتی ہیں اس لئے اس میں بھی کوئی شک نہ ہوگا کہ بدامنی اور فسادات کی جو خبریں عالمی منظر پر لائی جا رہی ہیں وہ خاصی مبالغہ آمیز ہیں۔ بدامنی ہے تو سہی عراقی ریڈیو نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن غالباً اور شائد یقیناً اتنی نہیں جتنی کہ مغربی ذرائع ابلاغ بتلا رہے ہیں۔ اس بدامنی کو کس طرح روکا جائے۔ اس کے لئے بھی تجاویز جنہیں ایک رنگ میں حکم کا ہی درجہ دیا جانا چاہیئے۔ بش کی طرف سے مل رہی ہیں کہ

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ کا بیان

ایک مقدس، جامع تقریر

رمضان المبارک کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جامع تقریر

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ۔

اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت (اور شان) مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو (ثواب و فضیلت کے لحاظ سے) ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینے میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ۷۰ فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا (مہینہ) ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ ہمدردی و غم خواری کا مہینہ ہے۔ اور ایسا مہینہ ہے جسمیں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے۔ تو یہ عمل اسکے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو (صحابہ کرام بیان کرتے ہیں) ہم نے حضورؐ سے سوال کیا۔ ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے۔ جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے۔ اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھلائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جسکی ابتدا نزولِ رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے۔ اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے۔ اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کر دے گا۔

ماہِ رمضان کی عظمت

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

تشریح: حدیث میں رمضان المبارک کی آمد آمد پر آسمان اور جنت کے دروازوں کے کھلنے کا ذکر ہے۔ اس سے مراد ظاہری دروازے نہیں۔ اگر ظاہری طور پر جنت کے دروازے کھلنے مراد لئے جائیں تو لازم آئے گا کہ رمضان میں مرنے والا ہر مومن جو رمضان کی عبادت بجا نہیں لاتا اور بلکہ ہر کافر بھی جنت میں داخل ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ یہ برکاتِ رمضان تو ان لوگوں کے لئے بطور نعمت و احسان کے بیان ہوئی ہیں جو اس مہینہ کی عبادات بجا لاتے ہیں۔ پس یہاں آسمان اور جنت کے دروازوں سے مراد جیسا کہ دوسری روایت میں مذکور ہے رحمت کے دروازے ہیں اور عباداتِ رمضان بجا لاتے والے مومنوں کی اطاعت کے نتیجہ میں جو برکات اور رحمتیں مسلسل آسمان سے نازل ہوتی ہیں ان کو آسمانِ رحمت کے دروازے کے وا ہو جانے سے تعبیر کیا ہے۔ اور جنت کے دروازوں کے کھلنے سے مراد یہ ہے کہ مومنوں کو ایسے اعمالِ صالحہ کرنے کی توفیق ان ایام میں ملتی ہے جو ان کو جنت میں لے جانے والے ہیں۔ بالفاظِ دیگر یہ مہینہ (جس میں انہوں نے عبادات کیں) ان کے لئے جنت کے دروازے کھولنے کا موجب ہوا۔ اسی طرح جہنم کے دروازوں کے بند ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ مومنوں کو ان کاموں سے اجتناب کرنے کی توفیق ملتی ہے جو جہنم میں لے جانے والے ہیں کیونکہ روزہ دار بڑے گناہوں سے تو بچتا ہی ہے اور چھوٹے گناہ ویسے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح سب سے بڑا دوزخ جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ اس کے دروازے ایسے شخص پر بند ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کی رضا کی جنتوں کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور انسان کے اعمال اور عبادات کو احسن رنگ میں قبول کیا جاتا ہے۔ رمضان میں شیطانوں اور سرکشوں کے قید کئے جانے سے بھی یہی مطلب ہے کہ لوگ اللہ کی اطاعت میں مستعد ہو کر شیطانی خیالات و وساوس قبول کرنے سے رک جاتے ہیں اور شیطان کی بات قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ روزہ سے قوتِ عقلیہ بڑھتی ہے۔ جو انسان کو نیکی اور اطاعت کی طرف مائل کرتی ہے اور قوتِ حیوانیہ کم ہوتی ہے جو بدی کی تحریک کرتی ہے اور یہ عام مشاہدہ ہے اور حقیقت ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں باقی مہینوں کی نسبت گناہ کم اور عبادت زیادہ ہوتی ہے۔ اس مبارک مہینہ میں نیکی کے محرک زیادہ ہیں اور بدی کے کم۔ یہ حدیث دوسری جگہ زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور آگ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں کوئی ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ اور جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور کوئی ایک بھی بند نہیں رہتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ کہ اے بھلائی کے چاہنے والے آ اور آگے بڑھ۔ اور اے برائی کے چاہنے والے! رک جا۔ اللہ کے لئے بہت سے لوگ آگ سے آزاد کئے جاتے ہیں۔ اور رمضان کی ہر ایک رات کو ایسا ہوتا ہے۔ (ترمذی)۔

رمضان کے فضائل بہت ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے رمضان کی پہلی تاریخ کو اترے۔ اور تورات ۶ رمضان کو اور انجیل ۱۳ رمضان کو اور زبور ۱۸ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن کریم ۲۴ رمضان کو نازل ہوا۔ (طبرانی بحوالہ جامع الصغیر)

یہ وہ مہینہ ہے جس کے دن اور رات بندے خدا کی عبادت میں گزارتے ہیں۔ اور کسی مہینہ میں اتنی عبادت نہیں ہوتی۔ ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے۔ اور عبادت کا دروازہ روزے ہیں۔ (جامع الصغیر)۔

رمضان کی عبادات کا ثواب بھی عام دنوں سے بڑھ کر کئی گنا عطا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس مہینہ میں خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی نفلی عبادت (مالی یا بدنی) بجا لاتا ہے اسے فرض کی ادائیگی کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو فرض ادا کرتا ہے اسے ۷۰ فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (بیہقی)

ان عبادات کے نتیجہ میں انسان کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں۔ اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (کنوز الحقائق)

یعنی اگر انسان سچے دل اور تقویٰ سے رمضان کی عبادات بجا لائے تو رمضان ایسے اثرات چھوڑ جاتا ہے اور ایسی نیکیوں کی عادت ڈال جاتا ہے جو اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔

اسی طرح حدیث میں آیا ہے کہ جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سمجھو کہ سارا سال سلامت ہے۔ (دار قطنی بحوالہ جامع الصغیر)

پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینے کی بہت حفاظت اور اہتمام کرنا چاہیئے۔ تاکہ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ۔ ہر لحاظ سے۔ سارا سال وہ رمضان ہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہے۔ اور یہ ایک بابرکت مہینہ سارے سال کے شرور و معاصی کے ازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے۔ روحانی دنیا میں رمضان کی جو عظمت اور شان ہے وہ اس حدیث سے خوب ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کی آمد اور استقبال کی تیاریاں جنت میں رمضان

باقی ص پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود احمد عاطف

آخری محاذ

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں جب ذرائع ابلاغ کی حیرت انگیز ترقی کے باعث یہ ہماری وسیع و عریض دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے جنگ صرف ہتھیاروں کی جنگ کا ہی نام نہیں رہا۔ بلکہ ہمارے خیال میں تو ہتھیاروں کی جنگ کی حیثیت اور اہمیت کسی فلم کے ٹائٹل سے زیادہ نہیں رہی کہ جس کے بعد اصل فلم کا آغاز ہوتا ہے اور انجام تک پہنچتے پہنچتے ناظرین کو اس کے بارے میں کچھ یاد نہیں رہتا جب کہ اکثریت تو اسے اتنی اہمیت ہی نہیں دیتی کہ اسے غور سے دیکھا اور پھر یاد بھی رکھا جائے......!!! اس لئے اس جنگ میں فتح کسی کی فتح اور شکست کسی کی شکست تسلیم نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ اسے تو ہلاکت اور تباہی کے ایک سمندر سے تشبیہ دی جا سکتی ہے کہ جس میں کود کود افراد۔ گروہ یا قومیں ایک دوسرے پر فتح حاصل کرنے کی کوشش کریں...!

اگر اس جنگ کو فتح اور شکست کی کسوٹی پر پرکھنا ہی ضروری ہو تو ذرا گہری نظر سے دیکھنے پر معلوم ہوگا کہ یہ فتح اور شکست صرف ٹیکنالوجی اور اسلحہ ساز فیکٹریوں کی ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے یہ ہتھیاروں کی جنگ ایک اشتہاری فلم سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر اشتہار اچھا بن گیا تو مال کی طلب بڑھ جاتی ہے اور کاروبار مزید وسیع ہو جاتا ہے اور اگر اشتہار اچھا نہ بنا تو کاروبار میں نقصان ہو جاتا ہے جس کے بارے سینکڑوں سائنسدان دوبارہ سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور جائزہ لیتے ہیں کہ مال خراب تھا یا اشتہار اچھا نہیں بنا۔ پھر ہلاکت اور تباہی کے نئے راستے دریافت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور پھر ایک نیا اشتہار بنانے کی بھاگ دوڑ ہوتی ہے...... اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

یہ معلوم ہونے کے بعد کہ ہتھیاروں کا محاذ ہی آخری محاذ نہیں جب ہم نظر دوڑاتے ہیں تو ایک لمبی فہرست ہے محاذوں کی جو ہمیں دکھائی دیتی ہے جس میں

اقتصادی قوت کا محاذ
معاشرتی و سماجی اقدار کا محاذ
رائے عامہ اور خارجہ پالیسی کا محاذ
بلند ہمت و حوصلے کا محاذ وغیرہ وغیرہ...

شامل ہیں اگر کوئی فاتح اپنے مدِ مقابل کو ان تمام محاذوں پر جو ہتھیاروں کی جنگ کے بعد کھلتے چلے جاتے ہیں شکستِ فاش سے دوچار کر دے تو سب سے آخر میں ایک اور محاذ ہے جس سے کامیاب و کامران گزرنا کسی فاتح کے اپنے بس کی بات نہیں کیونکہ اس کا مزاج سب سے جدا اور قواعد و ضوابط سب سے نرالے ہیں۔ اس محاذ پر نہ کوئی دھمکی نہ طاقت اور نہ ہی کوئی اور حربہ کارگر ہوتا ہے۔ یہ محاذ کسی کی نہیں سنتا اور ایک مطلق العنان حکمران کی مانند اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے اور اپنے فیصلے پر کسی کی حیل و حجت برداشت نہیں کرتا۔ یہ محاذ ہے۔

"وقت کا محاذ"

ایک فاتح جو باقی تمام محاذوں پر فتح پانے کے بعد فتح کے نشے میں چور فتح کے شادیانے بجاتا اور CLEAN WIN اور CLEAN WIN کے نعرے لگاتا اس تک پہنچتا ہے تو یہ ڈٹ کر اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو وقت بے شک زخموں کا مرہم ہے لیکن یاد رکھو کہ وقت ایک بہت ہی ظالم نقاد بھی ہے جس کی نشتر زنی کے عمل سے گزرنے کے بعد بارہا بازیاں الٹ جاتی ہیں۔ ظالم مظلوم اور مظلوم ظالم قرار دیئے جاتے ہیں۔ کئی سیاہ دلوں کی سیاہیاں اُبل اُبل کر باہر آ جاتی ہیں۔

کئی انصاف کرنے والے غاصب گردانے جاتے ہیں جب کہ کئی باغیوں اور لیٹروں کو آزادی کا رکھوالا قرار دیا جاتا ہے.....

دوسری جنگ عظیم میں جب جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم برسا کر اسے شکست سے دوچار کر دیا گیا تو عرصہ تک اس فعل کو جائز۔ انصاف کے عین مطابق اور فتح کو CLEAN WIN قرار دیا گیا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح وقت کا محاذ اپنی لازوال مسکراہٹ چہرے پہ سجائے منتظر رہا اور آخرِ کار اس نے فاتح کو زیر کر لیا اور اکثریت نے اعتراف کیا کہ یہ فتح بہر حال CLEAN WIN نہیں تھی۔ اور یہ فعل انصاف کے مطابق نہیں تھا بلکہ ظلم تھا.....! دوسری جانب اسی وقت نے مفتوح کے لئے مرہم کا کام دیا اور مفتوح نے پھر دوبارہ طاقت پکڑ لی اور ایک بار پھر "فاتح" کو چیلنج دے دیا لیکن

اس بار محاذ مختلف ہے......؟
دیکھیں اس بار وقت کا محاذ کس کے حق میں فیصلہ دیتا ہے!!!!؟

فتح کس کی۔ شکست کس کی
یہ تو تاریخ ہی بتائے گی!
ظلم کا جس پہ بھی لگا الزام
اس کی قسمت اسے رُلائے گی!

(ابوالاقبال)

ایک خادم کا اپنے آقا کے نام مکتوب

یہاں ربوہ کا ذرہ ذرہ آپ کے عشق اور محبت میں بے قرار ہے۔ اگلے روز خاکسار رحمت بازار کے دوکانداروں کے پاس بازار میں ایک پھٹے پر جا کر بیٹھا۔ میرے ذہن میں ان کا عجیب و غریب تصور تھا کہ بازار والے لوگ دولت کے پیچھے بھاگنے والے اور ظاہری دنیاوی دکان چمکانے والے ہیں ان کو مذہب سے اتنی غرض کیا ہوگی نہ نمازوں کی طرف دھیان ہوگا اور نہ ہی جماعت کے دوسرے کاموں میں اتنی دلچسپی ہوگی۔ تمام لوگوں کے ذہن میں جو نمازیں پڑھتے ہیں ان کا بڑا غلط اور خراب امیج تھا کہ نہ نمازیں پڑھتے ہیں بلکہ بازار میں گالیاں نکالیں اور دوکانداری کی اور گھر جا کر سو رہے۔ لیکن آقا جب خاکسار ان کے پاس جا بیٹھا تو وہ محفل جو تھوڑی دیر پہلے فضول گپ شپ میں مصروف تھی وہ فوراً روحانی محفل میں بدل گئی۔ ان سب نے سب سے پہلے مجھ سے یہ سوال کیا کہ پیارے آقا کب آئیں گے۔ خدا کی قسم ان کی آواز میں اتنا دکھ تھا ان کے چہروں پر اتنا کرب تھا آپ کی جدائی کا کہ خاکسار ان کی یہ حالت دیکھ کر آنسوؤں میں نہایا گیا وہ کوئی ۱۰-۱۲ کے قریب دوکاندار تھے اتنی معصومیت اور عشق ان کے چہروں پر تھا آپ کے نام کے ساتھ کہ میری روح کانپ اُٹھی کہ ادھر تو ایک بے قرار سمندر موجزن ہے محبت اور عشق کا اپنے پیارے امام کے لئے اور دوسری طرف ظاہری طور پر ان کو پتہ نہیں کیا کچھ سمجھا جاتا ہے۔ پھر آپ یقین کریں آقا وہ محفل کوئی اڑھائی گھنٹے تک اپنے پیارے امام کی یاد میں سجی رہی اور ہر کوئی اپنے عشق و محبت کے عجیب ترانے سنا رہا تھا اور میں کسی اور دنیا میں پہنچا۔ ان درویش صفت انسانوں کا تجزیہ کر رہا تھا۔ لگتا تھا ہر ایک کا عشق ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے میرے پاس کوئی پیمانہ نہیں کہ آپ کو ناپ کر لکھ سکوں کہ فلاں کا عشق اتنا ہے اور فلاں کا اتنا۔ آقا کوئی کنارہ نہیں ان عاشقوں کے عشق کا۔ اتنی محبت امامت سے ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ آقا! ان کو آپ ہی کوئی نام دیں۔ میرے بس کی بات نہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جب آپ کبھی جمعہ کے دن اور کبھی جلسہ سالانہ کے دنوں میں رحمت بازار سے گزرا کرتے تھے تو یہ معصوم معصوم چہرے اور ہاتھ لئے دور دیا کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ لہراتے تھے اور پھر ان کو وہ اطمینان نصیب ہوتا جو لاکھوں ٹن سونا اور چاندی ملنے سے بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ محفل جاری رہی اور ۲½ گھنٹے آنسوؤں کی یہ محفل تھی۔ ہر ایک آنکھ اشکبار تھی اور عجیب داستان بیان کر رہی تھی۔ پھر وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دفعہ اپنے پیارے امام کو مل لیا کرتے تھے اور جو کوئی بھی ملتا تھا وہ یہی سمجھتا تھا کہ حضور سب سے زیادہ اسی سے پیار کرتے ہیں۔ آقا عشق و محبت میں بھیگ کر انہوں نے ایک معصوم اور پیارے انداز میں ایک بات کہی جو دل کی گہرائیوں میں اتر گئی بڑے فخر سے کہنے لگے کہ حضور نے ہمیں ربوہ کے درویشوں کا خطاب دیا ہے یہ ہمارا تاج ہے۔ ہمارا فخر ہے۔ آقا! یہ عاجز انسان عجیب لذات لئے وہاں سے رخصت ہوا دل تو نہیں کر رہا تھا لیکن رات کافی بیت چکی تھی ان کا دل بھی اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا۔ آقا! ان معصوموں اور پیاروں اور عاجز بندوں کو ضرور یاد رکھیں ہر درد کے لمحات میں اور ہر دعا کے دن آقا نہیں مت بھولیئے گا۔ یہ آپ کے ہیں اور آپ ان کے ہیں۔ پھر چند دن بعد صدر صاحب محلہ اور مہتمم صاحب مقامی اور خاکسار زعیم محلہ کی بازار کی نمازوں کے سلسلہ میں ایک میٹنگ ہوئی کہ نمازوں کے وقت میں دکانوں کو بند کرنے کا انتظام ہو اور باقاعدہ تمام دوکاندار بیوت میں حاضر ہوں تو آقا اس میٹنگ میں ۶۰ کے قریب احباب خدام شریک ہوئے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خواہش ہے کہ بیوت چھلک پڑیں اور حاضری اتنی ہو کہ بیوت چھوٹی ہو جائیں تو ہم نے جس انداز میں ان کو لبیک کہتے سنا دل روحانی لذت سے بھر گیا۔ بازار والوں نے کمال کر دیا۔ ایک نماز کمیٹی بنائی گئی اور ایک گھنٹی کا انتظام کیا گیا جو نماز سے ۱۵ منٹ پہلے بجائی جائے گی۔ اگلے روز خاکسار نے نماز مغرب اور عشاء

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صا سے آگے

کر REVIVE کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے، جبکہ آپ سپین کی بیت الذکر کے افتتاح کے بعد لندن تشریف فرما تھے، خاکسار کو فرمایا تھا کہ

"میں نے بہت دعائیں کی ہیں اور مجھے اطمینان اور تسلی ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شفا عطا فرمائے گا اور فضل فرمائے گا۔"

چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس کے بعد قریباً ۹ سال زندگی عطاء فرمائی۔

۳۔ فروری کو آپ کی نماز جنازہ مقامی مربی مکرم یحییٰ عبدالرشید صاحب نے پڑھائی۔ شکاگو جماعت نے ایک مقامی قبرستان میں علیحدہ جگہ لی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس جگہ سب سے پہلے محترم بھائی جان کی تدفین ہوئی۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں احباب شریک ہوئے۔

آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ہنس مکھ۔ بیحد ہمدرد اور دکھ سکھ میں ساتھ دینے والے تھے۔ دعوت الی اللہ کا بہت جذبہ رکھتے تھے۔ اور غیر از جماعت احباب سے اکثر مذہبی گفتگو کیا کرتے تھے۔ مختلف سکولوں، کالجز اور ہسپتالوں میں جاکر دینِ حق پر لیکچر بھی دیا کرتے تھے۔ غیروں میں بھی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

چنانچہ جس رات وفات ہوئی اُسی رات اگرچہ امریکہ میں ڈاکٹرز بیحد مصروف ہوتے ہیں۔ اور وقت بہت مشکل سے نکالتے ہیں لیکن دس پندرہ غیر از جماعت ڈاکٹرز بھائی جان کے گھر افسوس کے لئے پہنچ گئے اور صبح تین ساڑھے تین بجے تک ہماری بھابی جان کا ہسپتال سے واپسی کا انتظار کرتے رہے۔ بعد میں بہت سے غیر از جماعت ڈاکٹرز اور احباب بھی FUNERAL HOME اور گھر بھی آتے رہے۔

دو ہسپتال والوں نے، جن میں محترم بھائی جان کام کیا کرتے تھے، ان کی یاد میں تعزیتی تقریب کا انتظام کیا۔ اس موقع پر ایک ڈاکٹر نے بھائی جان کے بارہ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ

"وہ ہمارے لئے ڈاکٹری کے پیشہ میں ایک نمونہ تھے۔ میں نے ان سے سیکھا تھا کہ ڈاکٹر اور مریض کا رشتہ کیا ہونا چاہیئے۔ ان کے نزدیک ڈاکٹر کو مریض کا بیحد ہمدرد ہونا چاہیئے، محض معالج نہیں۔ اور یہی کامیابی کا راز ہے۔"

ایک امریکن احمدی نے خاکسار کو یہ کہا کہ

"ہمیں یقیناً ڈاکٹر شمس صاحب کی وفات کا بیحد صدمہ ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ وہ نہ صرف ہمارے پریذیڈنٹ ہی تھے۔ بلکہ ہمارے مربی، معالج، رہنما۔ بلکہ ہمارے لئے باپ تھے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے انہیں کسی بھی وقت کسی کام کے لئے بلایا ہو اور وہ نہ آئے ہوں۔"

آپ زائن (۵۸/۲) اور ارد گرد کی جماعتوں کے پریذیڈنٹ تھے۔ کئی دوست الیگزنڈر ڈوئی کا گھر اور قبر وغیرہ دیکھنے جب زائن جاتے تو باوجودیکہ خود اب رہائش زائن میں نہیں تھی لیکن کوشش یہی کرتے کہ انہیں خود جاکر دکھائیں۔

حضرت امام جماعت سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ اور بچوں کو بھی یہی تعلیم دیتے تھے۔ حضور اقدس کی خدمت میں عقیدت و احترام اور محبت کے جذبات سے بھرے خطوط لکھا کرتے تھے۔ اور اکثر دعا کی درخواست کیا کرتے تھے۔ جب بھی خاکسار کو فون کرتے لازماً حضور کی خدمت میں سلام کہنے اور درخواست دعا کرنے کی تاکید کیا کرتے تھے۔

ہمارے بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے اب باپ کی جگہ بھی تھے۔ ہم سب کو ان کی جدائی سے یقیناً بے حد صدمہ ہے۔ لیکن ہم سب خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اُسی سے اُس کے ہی فضلوں کے امیدوار والدہ محترمہ کیلئے بھی یہ صدمہ بہت شدید ہے ان کی صحت کاملہ اور کام والی لمبی عمر کیلئے خاکسار آپ سب کی خدمت میں درخواستِ دعا کرتا ہے

ہماری بھابھی جان کے علاوہ بھائی جان نے تین بیٹے عزیزم فاتح، صباح اور ناصر اور دو بیٹیاں عزیزہ صبیحہ و نادیہ اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ صرف بڑی بیٹی کی شادی ہوئی تھی۔ بقیہ چاروں بچے ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ براہ کرم دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو اپنی رحمت کی چادر تلے ڈھانپ لے۔ سب کام درست فرما دے۔ ہم سب کو صبرِ عظیم کی توفیق دے۔ بھائی جان کے درجات بلند فرمائے اور جنت میں نمایاں جگہ عطا فرمائے۔

امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ متوجہ ہوں

جن جماعتوں کے ہاں الفضل کا خطبہ نمبر پہلے سے جاری نہیں ہے ان کے صدر صاحبان اور متعلقہ امرائے اضلاع کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ فوری طور پر دفتر الفضل کو اپنا مکمل پتہ تحریر فرمائیں تاکہ دفتر الفضل کی جانب سے ان جماعتوں میں خطبہ نمبر جاری کرنے کا انتظام کیا جائے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل۔ ربوہ)

کیا آپ کا اور آپ کے بچوں کا چندہ وقف جدید ادا ہو چکا ہے؟

(ناظم مال وقف جدید)

بقیہ: ص۳ سے آگے

طرح ان کی فطرتیں بیدار نہ ہوئیں۔ لجنہ اماء اللہ کا قیام ہی تو اسی لئے کیا ہے کہ عورتوں میں بھی اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہو۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اب عورتوں میں سے کوئی پریذیڈنٹ ہوتی ہے کوئی سیکرٹری ہوتی ہے۔ کوئی چندہ وصول کرنے پر مقرر ہوتی ہے کوئی نگرانی کا کام کرتی ہے۔ اسی طرح ان کے جلسے ہوتے ہیں جن کا انتظام عورتیں خود کرتی ہیں۔ ان میں تقریریں کرتی ہیں۔ پردہ کی پابندی کراتی ہیں۔ لڑائی جھگڑوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ نماز باجماعت کی ادائیگی کے لئے عورتوں کو ایک جگہ جمع کرتی ہیں۔ اسی طرح اور کئی قسم کے دینی کام ہیں جو ذمہ داری کے اس بوجھ کے نتیجے میں عورتیں بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ ذمہ داری کے ان کاموں کی وجہ سے کسی عورت میں قاضی کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی میں محتسب کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کسی میں انتظام کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے اور کسی میں معلمہ بننے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس ذمہ داری کا احساس بھی عورتوں کی تربیت میں بہت ممد ہو سکتا ہے۔ مگر ابھی اس کی طرف بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ قادیان میں لجنہ اماء اللہ نے اچھا کام کیا ہے مگر ابھی اس طرح کام نہیں کیا کہ ہر عورت اس نظام کا پرزہ بن گئی ہو۔ لیکن بہرحال لجنہ اماء اللہ کے قیام سے عورتوں میں بہت بڑی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ کئی عورتیں ایسی ہیں جنہیں اگر باہر جانے کا موقع ملے تو وہ دعوت الی اللہ کر سکتی ہیں دوسروں کو اپنی باتیں سمجھا سکتی ہیں اور ضرورت کے موقعہ پر اپنے جذبات کو قابو میں رکھ کر نہایت جرأت اور دلیری کا ثبوت دے سکتی ہیں۔

بقیہ: ص۴ سے آگے

ہیلی کاپٹر استعمال نہ کرو یا فلاں بات نہ کرو حالانکہ کسی ملک کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے ملک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی کرے۔ امریکہ کی انتظامیہ چاہتی ہے کہ عراق کو اپنے ملک میں اور عالمی سطح پر بھی یہ بات ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کسی رنگ میں بھی فوج کا استعمال نہیں کریں گے۔ یعنی نہ اپنے لوگوں کے خلاف اور نہ عالمی برادری کے خلاف۔ یہ بات تو سمجھ میں آ سکتی ہے کہ امریکہ یا اس کے اتحادی اس بات کا مطالبہ کریں کہ عراقی فوج کو عالمی برادری کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔ لیکن یہ بات کہ عراق کے اندرونی فسادات میں بھی فوج کوئی کردار ادا نہ کرے ناقابل فہم ہے۔ ہر ملک میں ایسا ہوتا ہے کہ صوبائی یا علاقائی گڑبڑ کے لئے وفاقی حکومت سے فوج طلب کر لی جاتی ہے۔ اور بعض اوقات امن و امان کا سارا معاملہ فوج کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ پھر عراق پر یہ پابندی کیوں۔

بقیہ: ص۶ سے آگے

پر حاضری کا جائزہ لیا تو حیران کن رزلٹ سامنے آیا۔ سارا بازار اٹھ آیا۔ دکانیں بند اور دوکاندار خدا کے دربار پر حاضر۔ ایک پوچھنے والے نے پوچھا کہ آج کوئی بیت میں تقریب ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ نہیں دکھا پھر یہ رونق کیسی؟ میں نے کہا یہ خدا کی طرف سے قائم کردہ امام کی آواز پر لبیک ہے اور اللہ کی خالص محبت ہے جو دلوں میں روشن ہے۔ عام حالات میں ایک یا ڈیڑھ صف بنتی تھی۔ اس دن سے آج تک تین سے چار صفیں بھر جاتی ہیں اور اس میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑی باقاعدگی ہے۔

(از عبدالحلیم شرر صاحب ربوہ)

بقیہ: ص۵ سے آگے

کے بعد سے لے کر اس کے دوبارہ آنے تک پورا سال ہوتی رہتی ہیں۔ اور جنت خوب سجائی جاتی ہے۔ اور پھر جب رمضان آتا ہے اور اس کا پہلا دن ہوتا ہے۔ تو عرش کے نیچے جنت کے پتوں سے ہوا، موٹی آنکھوں والی خوبصورت عورتوں (حوروں) پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں اے ہمارے رب ہمیں اپنے بندوں میں سے ایسے جوڑے عطا فرما جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (بیہقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"انشاء اللہ" کا مجرم

منڈی بہاؤالدین کے ایک مخلص احمدی مکرم عبدالرشید صاحب گاڑیوں کی مرمت کا کام کرتے ہیں انہوں نے اپنی دکان کو وسیع کرکے رشید موٹر ورکشاپ کے نام سے نئی دکان یونورسول روڈ پر قائم کی اور اس کا افتتاح کرنے کے لئے دوست احباب کو بلایا اور اس مقصد کے لئے ایک کارڈ چھپوایا جس پر دوستوں کو مخاطب کرکے "السلام علیکم" اور "انشاء اللہ" کے الفاظ لکھے۔ شہر کی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں نے دفعہ ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کروادیا پولیس نے افتتاح والے دن گرفتار کرلیا مقامی مجسٹریٹ نے ضمانت منظور کرنے سے انکار کردیا جس کے بعد سیشن جج کی عدالت سے رجوع کیا گیا جہاں پر ضمانت منظور ہوئی اور اس طرح موصوف کو دس دن تک جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہنا پڑا۔

مکرم رشید صاحب لکھتے ہیں کہ جب ان کو عدالت سے جیل بھجوایا گیا تو ان کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی لگادی گئی۔ انہوں نے اللہ کا نام لے کر اس ہتھکڑی کو چوم لیا اور جیل میں چلے گئے۔ جس بیرک میں ان کو رکھا گیا اس میں دو اور ملزمان بھی تھے ایک دفعہ ۳۰۲ (یعنی قتل) اور دوسرا دفعہ ۳۰۷ یعنی (ارادہ قتل) کا مجرم تھا۔ پہلے دو تین روز تو ان لوگوں نے ان سے سخت نفرت کا اظہار کیا اور ان کے قریب بالکل نہ آتے تھے اور نہ ہی ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اس لئے کہ یہ احمدی ہیں۔ ان کے علماء نے ان کو یہی بتایا ہوا تھا کہ احمدیوں کے ساتھ کھانا پینا حرام ہے۔ احمدیوں کا کلمہ نماز روزہ الگ ہے۔ مگر بعد میں آہستہ آہستہ وہ لوگ ان کے قریب ہونے لگے اور خدا کے فضل سے بہت ہی قریبی تعلقات قائم ہو گئے۔

مکرم رشید صاحب نے لکھا ہے کہ وہ جیل میں پانچوں وقت باقاعدگی سے نماز ادا کرتے تھے یہ دیکھ کر ان کے ساتھی قیدی بے حد حیران ہوتے کہ یہ تو ہماری ہی طرح نماز پڑھتے ہیں۔ مکرم رشید صاحب روزانہ ان کو سچائی کی باتیں سناتے اور غلط فہمیاں دور کرتے۔ اس پر ساتھی قیدی کہنے لگے کہ ہمیں تو ہمارے مولویوں نے بہت کچھ غلط بتایا ہے اب ہم ان کی کوئی بات نہیں مانیں گے۔ چند دنوں کے بعد ساتھی قیدی پانچوں وقت کی نماز مکرم رشید صاحب کے ساتھ ادا کرنے لگے اور ان کی بے حد عزت کرنے لگے۔

ساتھی قیدیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم رہائی کے بعد ربوہ ضرور آئیں گے۔ یہ قیدی مکرم رشید صاحب کے لئے دعائیں کرتے کہ اللہ آپ کو جلد رہا کرے کیونکہ آپ اللہ کا نام لینے کی وجہ سے قید ہیں۔ ان سے بھی دعا کی درخواست کرتے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہمیں بھی جیل سے رہائی عطا ہو۔

ایک خاص بات یہ ہوئی کہ ایک دن جیل کا معائنہ کرنے کے لئے ایک اعلیٰ افسر آئے۔ سب سے پہلے وہ اس کمرہ میں آئے جہاں پر مکرم رشید صاحب قید تھے۔ وہ کافی دیر تک مسلسل ان کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر کہنے لگے کیا آپ کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کس جرم میں آئے ہیں تو انہوں نے فوراً جیب سے وہ کارڈ نکال کر دکھایا اور بتایا کہ ان دو الفاظ کی وجہ سے میں قید ہوں۔ افسر موصوف یہ دیکھ کر سخت حیران ہوئے۔۔۔۔۔۔

مکرم رشید صاحب کو نمازیں ادا کرتے دیکھ کر ان کے ساتھی قیدی جب نمازیں باقاعدہ ادا کرنے لگے تو ان کو ان کے بعض ساتھیوں نے پوچھا کہ تم لوگوں نے تو کبھی نماز نہ پڑھی تھی اور اب تو بڑی باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہو۔ تو ان کے الفاظ یہ تھے کہ "خدا تعالیٰ نے ہمارے کمرے میں ایک ایسا انسان بھیج دیا ہے جو فرشتہ ہے۔ اس نے ہمیں اس نیک کام کی طرف لگایا ہے"۔

جیل سے رہائی کے بعد جب رشید صاحب باہر آئے تو تمام دوست جن میں اکثریت غیر از جماعت لوگوں کی تھی بڑی محبت اور خلوص سے بغل گیر ہو کر ملے۔ یہ غیر از جماعت ساتھی مکرم رشید صاحب کو کہتے کہ اگر آپ کہیں تو ہم ان مولویوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں جیسا انہوں نے آپ کے ساتھ کیا ہے۔ لیکن یہ ان کو ایسا کرنے سے منع کرتے کہ ہمارا مذہب اور ہمارے امام جماعت ہمیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم ہرگز گالی کا جواب گالی سے نہیں دیں گے۔ بلکہ ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو سمجھ عطا کرے اور یہ لوگ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں۔

احباب کرام سے مکرم رشید صاحب کے لئے دعا کی درخواست ہے ان کی ایک بچی جس کی عمر ایک سال ہے وقف نو میں شامل ہے اس کے لئے مکرم رشید صاحب دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خبریں

ملکی خبریں

○ یوم پاکستان کے موقع پر ۸۷ افراد کو سول اور فوجی اعزازات دیئے گئے۔ اعزازات حاصل کرنے والوں میں ۲۰ فوجی افسران تھے۔ یہ اعزازات حاصل کرنے والوں میں زیڈ اے سلہری۔ م ش (میاں محمد شفیع) نیوز کاسٹر خالد حمید۔ اداکار ندیم۔ پروین شاکر۔ افتخار۔ اور الطاف حسن قریشی ایڈیٹر ماہنامہ اردو ڈائجسٹ بھی شامل ہیں۔

○ حکومت پنجاب نے ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کمی کا نوٹیفیکیشن جاری کر دیا ہے۔

○ صوبائی وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ پانی کا مسئلہ حل ہونے کے بعد اب ہم قوم کو شریعت بل نافذ کرنے کی خوشخبری دینا چاہتے ہیں۔

○ سندھ کے سابق وزیر اعلیٰ اور پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما آفتاب شعبان میرانی نے کہا ہے کہ پانی کی تقسیم کا معاہدہ سنگین فراڈ ہے۔

○ بعض ماہرین نے جن کا تعلق سندھ سے ہے کہا ہے کہ پانی کی تقسیم کے حالیہ معاہدے میں صرف سندھ نے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق میں فوجی بغاوت کی اطلاعات ملی ہیں۔ بغداد میں ری پبلکن گارڈ نے صدر صدام حسین کے محل کے گرد گھیرا ڈال لیا ہے اور کسی شخص کو بھی ادھر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ دیگر شہروں میں جہاں باغیوں اور سرکاری فوجوں کے درمیان جنگ جاری ہے سڑکوں پر لاشوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ باغیوں نے الزام لگایا ہے کہ سرکاری فوجیں ان پر تیزاب، نیپام بم اور طویل فاصلے پر مار کرنے والے میزائیل گرا رہی ہیں۔ تہران ریڈیو نے کہا ہے کہ باغیوں نے بغداد اور بصرہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ باغیوں نے سات شہروں پر مکمل قبضے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ صدر صدام حسین نے اپنی کابینہ میں فوری تبدیلیاں کی ہیں اب شیعہ رہنما سعدون حمادی کو وزیر اعظم بنا دیا گیا ہے جب کہ طارق عزیز سے وزارت خارجہ لے کر ان کو نائب وزیر اعظم کا عہدہ دیا گیا ہے۔

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار
ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن
ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں
گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین
پتہ: ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲
5۔ سنی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ۔ لاہور

اعلان تبدیلی فون نمبر
احمد برادرز پی آئی اے کے دفتر واقع گولبازار۔ ربوہ کا فون نمبر تبدیل ہو گیا ہے پرانا نمبر ۵۵۵ تھا۔ اب نیا نمبر ۹۷۰ ملا ہے۔ احباب نئے نمبر پر رابطہ قائم کریں
مینیجر

ہوالشافی
اولاد ـــ ایک فطری خواہش
بے اولاد مرد و زن کیلئے "خصوصی ہومیو جرمنی کورس"
ـــ خدا کے فضل سے مؤثر علاج ـــ
اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کے لئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعائتی نرخ پر حاصل کرنے
کیلئے
عزیز ہومیوپیتھک سٹور یونیورسٹی روڈ رحمان کالونی۔ ربوہ
فون: ۴۱۴